سوال

(367)تامرگ بھوک ہڑتال کرنا

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

تامرگ بھوک ہڑتال کرنا سلام میں جائز ہے یاناجائز؟

(1)اوراگرکرناجائزہے تواس کی شرعی سزاکیا ہے ؟

(2)تامرگ بھوک ہڑتال کرنے والے کی حمایت کرناجائزہے یاناجائز؟

(3)اگرناجائزہے تواس کی سزاکیا ہوگی؟

(4)علمائے کرام کاتامرگ بھوک ہڑتال کے بارے میں خاموشی اختیارکرناکیسا ہے ؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علىٰ رسول اللہ، أما بعد!

تامرگ بھوک ہڑتال کرنا غیر اسلامی تصور اوراللہ کی رحمت سے یاس اورناامیدی کی عکاسی کرتا ہے ۔ایک مومن کے لائق نہیں ہے کہ لحہ بھر بھی اپنے محسن اعظم اللہ ربالعزت سے درگردانی کرکے تعلق منقطع کرے نفع ونقصان اورخیر وشر سب اسی کے ہاتھ میں ہے ۔

کائنات کے فہیم ترین انسان حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کورسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا :

''اعلم ان الامة لواجتمعت علی ان ینفعوک بشئی لم ینفعوک الا بشئی قد کتبہ اللہ لک ولواجتمعوا علی ان یضروک بشئی لم یضروک الا بشئی قد کتبہ اللہ علیک رفعت الاقلام وجفت الصحف''

(رواہ ترمذی وقال : حدیث حسن صحیح)

یعنی ''سب لوگ جمع ہوکراگرکوئی بھلائی پہنچاناچاہیں توصرف اسی قدردے سکتے ہیں جوکچھ اللہ نے تیرے لیے لکھا ہے اوراگرسب لوگ جمع ہوکرتجھے نقصان پہنچاناچاہیں توصرف اس قدرپہنچاسکتے ہیں جوتیرے مقدرمیں ہے قلمیں کتابت سے فارغ ہوچکیں اورصحیفے خشکی کا مظہر ہیں اوردوسری روایت میں ہے :

''احفظ اللہ تجدہ امامک تعرف الی اللہ فی الرخاء یعرفک فی الشدۃ'' (صحح احمد شاکر احمد و طبرانی فی الکبیر (١١/100)(١١٢٤٣)

یعنی "اللہ سے تعلق پیدا کر تو اسے سامنے پائے گا آسانی میں اس سے راہ و رسم پیدا کر دہ سختی میں تجھے پہچان لے گا،

قرآن مجید نے حضرت یعقوب علیہ السلام کا قول بایں الفاظ نقل کیا ہے۔

یٰبَنِیَّ اذهَبوا فَتَحَسَّسوا مِن يوسُفَ وَأَخيهِ وَلا تَا۟يـَٔسوا مِن رَوحِ اللَّهِ ۖ إِنَّهُ لا يَا۟يـَٔسُ مِن رَوحِ اللَّهِ إِلَّا القَومُ الكٰفِرونَ ﴿٨٧﴾... سورة يوسف

"بیٹا (یوں کرو کہ ایک دفعہ پھر) جاؤاور یوسف اوران کے بھائی کو تلاش کرو اور اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو کہ اللہ کی رحمت سے بے ایمان لوگ ناامید ہوا کرتے ہیں۔" دوسری جگہ فرمایا:

أَمَّن يُجيبُ المُضطَرَّ إِذا دَعاهُ وَيَكشِفُ السّوءَ وَيَجعَلُكُم خُلَفاءَ الأَرضِ ۗ أَءِلٰهٌ مَعَ اللَّهِ ۚ قَليلًا ما تَذَكَّرونَ ﴿٦٢﴾... سورة النمل

"بھلا کون بے قرار کی التجا قبول کرتا ہے جب وہ اس سے دعا کرتا ہے اور (کون اس کی) تکلیف کو دور کرتا ہے (کون) تم کو زمین میں (اگلوں کا) جانشین بناتا ہے (یہ سب کچھ اللہ کرتا ہے)

توکیا اللہ کے ساتھ کوئی اور بھی معبود ہے (ہرگز نہیں)۔ نیز فرمایا:

وَلا تُلقوا بِأَيديكُم إِلَى التَّهلُكَةِ ... ﴿١٩٥﴾... سورة البقرة

نیز مصائب و مشکلات سے نجات حاصل کرنے کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم طریقہ کا ریہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں منہمک ہو جاتے تھے۔

ان نصوص صریحہ سے معلوم ہوا کہ ہر حالت میں اعتماد بندوں کے بجائے صرف اللہ کی ذات پر ہونا چاہیے کلمہ:

''لاحول ولاقوۃ الاباللہ''

کا مفہوم بھی یہی ہے: اور اگر کوئی ناعاقبت اندیش اس حالت میں مرجاتا ہے تو اس نے علیٰ وجہ البصیرت جہنم کا مہنگا سودا کیا ہے اہل اصول فرماتے ہیں:

''من تعجل بشئی ء قبل اوانہ عوقب بحرمانہ''

دوسرے لفظوں میں اس فعل کا نام خودکشی بھی رکھا جاسکتا ہے جس کی وعید کے بارے میں کتاب وسنت میں بے شمار نصوص ملاحظہ کئے جا سکتے ہیں۔ بہر صورت فعل ہذا کے ارتکاب سے اجتناب ایک ضروری امر ہے اس لیے کہ انسانی جسم چونکہ اللہ کی امانت ہے لہذا اس کی حفاظت بذمہ انسان ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلا تَقتُلوا أَنفُسَكُم ۚ إِنَّ اللَّهَ كانَ بِكُم رَحيمًا ﴿٢٩﴾... سورة النساء

"اور اپنے آپ کو ہلاک نہ کرو کچھ شک نہیں کہ اللہ تم پر مہربان ہے۔"

ذمہ داران سے مطالبات تسلیم کرانے کی یہ سوں شکلیں ہیں کسی بھی مباح شکل کو بطور تدبیر اختیار کیا جا سکتا ہے۔

«بیدہ الخیر انہ علی کل شئی قدیر»

علماء پر ضروری ہے کہ منکر کا انکار کریں تاکہ فعل تقصیر سے بری الزمہ قرار پائیں۔ (واللہ ولی التوفیق)

مرتکب کی شرعی سزا صرف تائب ہونا ہے۔

''التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ''

ھذا ما عندي واللہ اعلم بالصواب

فتاویٰ ثنائیہ مدنیہ

ج1ص638

محدث فتویٰ